معازف و مزامیر کا شرعی حکم

مولانا عبدالغفار حسن

اس سلسلہ مضامین کی ترتیب میں مشہور شارحین حدیث اور امام ابن تیمیہؒ اور ان کے ارشد تلامذہ کی تصانیف سے استفادہ کیا گیا ہے۔

زیادہ تر ایسی احادیث کی تشریح کو ملحوظ رکھا گیا ہے:

(۱) جن سے اسلام کے بنیادی عقائد و اقدار پر روشنی پڑتی ہو۔

(۲) جن روایات سے تعمیر سیرت اور دینی تربیت کا پہلو نمایاں ہو۔

(۳) ایسی روایات کی صحیح اور معقول تشریح جن کو قرآن یا عقل و تجربہ کے خلاف قرار دے کر رد کر دیا جاتا ہے۔

(۴) ایسی روایات کی صحیح تاویل و تشریح جو بظاہر متعارض اور متصادم معلوم ہوتی ہیں۔

(۵) ایسی روایات و آثار کی وضاحت جو اپنے ظاہری مفہوم کے لحاظ سے حدیث کی حجیت اور اہمیت کو کم کرتی ہوں۔

(٦) ایسی احادیث کی مستند توضیح جن کو آج کے اصحابِ تجدّد مغربی ثقافت کو فروغ دینے کے لئے غلط معنی پہناتے ہیں۔ (ع ـ ح)

قال حدثنی ابو عامر او ابو مالک الاشعری واللہ ما کذبنی سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول: لیکونن من امتی اقوام یستحلون الحِر والحریر والخمر و المعازف ولینزلن اقوام الی جنب علم یروح علیہم بسارحۃ لھم یاتیھم یعنی الفقیر لحاجۃٍ فیقولوا ارجع الینا غدا فیبیتھم اللہ و یضع العلم ویمسخ آخرین قردۃ وخنازیر الی یوم القیمۃ

ترجمہ: ابو عامرؓ یا ابو مالکؓ (یہ دونوں صحابی ہیں) کے شاگرد عبدالرحمٰن بن غنم الاشعری کا بیان ہے کہ مجھ سے (ان دونوں میں سے ایک نے) حدیث بیان کی' بخدا انہوں نے مجھ سے جھوٹ بات نہیں کی۔ انہوں نے آنحضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت میں ایسے لوگ (یا گروہ) پیدا ہوں گے جو زنا' ریشم' شراب اور گانے بجانے کے آلات کو حلال قرار دیں گے اور کچھ لوگ پہاڑ کے دامن میں اتریں گے جہاں ان کے پاس شام کو مویشی چر کر پہنچیں گے' ان کے پاس کوئی آدمی اپنی کسی ضرورت و حاجت کو لے کر آئے گا تو وہ کہیں گے "کل آنا" تو اللہ تعالیٰ ان کو راتوں رات عذاب میں مبتلا کر دے گا' پہاڑ ان پر گرا دے گا' اور دوسروں کو قیامت تک کے لئے بندر اور سور بنا دے گا۔

تحقیق سند

بخاری کی اس روایت کو حافظ ابن حزم کے سوا تمام قابل ذکر اہل علم محدثین اور فقہاء نے صحیح تسلیم کیا ہے۔

علامہ عینیؒ لکھتے ہیں:

والحدیث صحیح وان کانت صورتہ صورۃ التعلیق وقد تقرر عند الحفاظ ان الذی یاتی بہ البخاری من التعالیق کلھا بصیغۃ الجزم یکون صحیحا الی من علقہ عنہ ولولم یکن من شیوخہ فان قلت قال ابن حزم ھذا الحدیث منقطع فیما بین البخاری وصدقۃ بن خالد والمنقطع لا تقوم بہ حجۃ۔ قلت وھم ابن حزم فی ھذا (عمدۃ القاری شرح بخاری 'کتاب الاشربہ ج ۲۱ ص ۱۷۵)

"حدیث (یعنی حدیث معازف) صحیح ہے اگرچہ بظاہر معلق صورت میں ہے' کیونکہ حفاظ حدیث کے ہاں یہ بات طے شدہ ہے کہ بخاری میں جتنی معلق[۱] روایات جزم ویقین

۱۔ محدثین کی اصطلاح میں معلق روایت اسے کہتے ہیں جس کی سند کا ابتدائی حصہ یا پوری سند حذف کر دی جائے۔ صحیح بخاری کی ایسی معلق روایات متصل السند کے حکم میں مانی جاتی ہیں۔ ملاحظہ ہو مقدمۂ مشکوٰۃ ص ۳' از شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔

کے ساتھ منقول ہیں وہ قابل اعتماد ہیں اور جن سے تعلیق کی گئی ہے ان کی طرف حدیث کی نسبت درست ہے' خواہ وہ امام بخاری کے شیوخ میں سے نہ بھی ہوں۔ اگر یہ سوال اٹھایا جائے کہ امام بخاری اور صدقہ بن خالد کے درمیان انقطاع پایا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ منقطع روایت حجت نہیں ہو سکتی تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں انقطاع کا شبہ پیدا کرنا وہم سے خالی نہیں ہے۔ یعنی یہ شبہ بے بنیاد ہے۔"

حافظ ابن الصلاحؒ نے بھی ابن حزمؒ کے اس موقف کو انتہائی کمزور قرار دیا ہے' لکھتے ہیں:

فزعم ابن حزم انه منقطع بين البخاري و هشام و جعله جوابا عن الاحتجاج به على تحريم المعازف و اخطأ في ذلك من وجوه والحديث صحيح معروف الاتصال على شرط الصحيح۔

"ابن حزمؒ نے بخاری کی اس روایت کو منقطع قرار دے کر حرمت معازف و مزامیر کے استدلال کا جواب دینا چاہا ہے حالانکہ حدیث' بخاریؒ کی شرط کے مطابق صحیح اور متصل الاسناد ہے۔ ابن حزمؒ نے اس دعوی انقطاع میں کئی وجوہ سے غلطی کی ہے۔"

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مقدمہ ابن الصلاح ص ۳۲) حافظ ابن القیمؒ نے اس شبہ کا جواب تفصیل کے ساتھ دیا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ یہ شبہ کئی وجوہ کی بنا پر بے بنیاد ہے۔

(۱) امام بخاری کی ملاقات اور سماع ہشام بن عمار سے ثابت ہے اس لئے یہاں تدلیس کا شبہ پیدا کرنا کسی صورت میں بھی ممکن نہیں ہے۔

(۲) امام بخاری کا صیغہ تمریض "قیل" کے بجائے پورے وثوق کے ساتھ اس روایت کو بیان کرنا ظاہر کرتا ہے کہ ان کو اس روایت کی صحت پر پوری طرح یقین ہے۔

(۳) امام اسماعیلی اور دوسرے محدثین نے دوسرے طرق سے سند کا اتصال واضح کر دیا ہے جس سے انقطاع کا شبہ کسی صورت میں بھی باقی نہیں رہتا' تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو اغاثة اللھفان فی مکائد الشیطان ص ۱۳۹۔ حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں اس سلسلہ میں سیر حاصل بحث کی ہے۔ یہاں تفصیل کی گنجائش نہیں ہے۔ فتح الباری مصری ج ۱۰ص ۴۳ کتاب الاشربہ۔

اس موقع پر یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہئے کہ حافظ ابن حزمؒ کا اپنی رائے پر اصرار و

تشدد اہل علم کے طبقہ میں معروف و مشہور ہے۔ اسی تشدد کی بنا پر وہ متعدد مسائل میں دوسرے اہل علم سے منفرد ہو گئے ہیں' اس لئے ایک فرد کا اختلاف و شذوذ جب کہ اس کی بنیاد کسی معقول استدلال پر بھی نہیں ہے کوئی معنی نہیں رکھتا' اس تفصیل کے بعد اس قول کی کوئی بنیاد باقی نہیں رہتی کہ معازف و مزامیر کی حرمت پر کوئی حدیث بھی صحیح نہیں ہے۔

الفاظِ حدیث کی تحقیق

(۱) حِر (بالحاء والراء المخففہ) : فرج' شرمگاہ' یہاں مراد زنا ہے' بعض راویوں نے خَزّ (بالخاء والزاء) روایت کیا ہے' یہ بھی ریشم کی ایک قسم ہے (اغاثۃ اللہفان ص ۱۴۰) لیکن لفظ "حِر" پر راویان حدیث نے زیادہ اعتماد کیا ہے' اور اسی کو ترجیح دی ہے' یہاں سیاق و سباق کے لحاظ سے بھی یہی مناسب ہے۔ (فتح الباری ج ۱۰ ص ۴۵)

(۲) معازف: یہ لفظ معزفہ کی جمع ہے۔ اس کا اطلاق گانے بجانے کے آلات پر کیا جاتا ہے۔ لغتِ حدیث کے عالم ابن الاثیر نے لکھا ہے : وھی الدفوف وغیرھا ممایضرب یعنی دف اور جن آلات کو بجایا جاتا ہے ان کو معازف کہا جاتا ہے۔ مولانا وحید الزماں صاحب مرحوم لکھتے ہیں: یستحلون الحر والمعازف' یعنی زنا اور باجوں کو حلال سمجھیں گے۔ (انوار اللغۃ[۲] ج ۱۸ ص ۱۰۴) حافظ ابن حجر "معازف" کی تشریح میں لکھتے ہیں:

> ھی آلات الملاھی' ونقل القرطبی عن الجوھری ان المعازف ھو الغناء والذی من صحاحہ انھا آلات اللھو
> (فتح الباری مصری ج ۱ ص ۴۵)
>
> یعنی معازف آلاتِ لہو کا نام ہے۔ امام قرطبی نے جوہری سے نقل کیا ہے کہ معازف غناء کا نام ہے۔ صحاح جوہری میں معازف آلات لہو کے معنی میں لیا گیا ہے۔

مذکورہ بالا تشریحات میں صرف تعبیر کا اختلاف ہے۔ معازف سے اصل گانے بجانے کے آلات مراد ہیں۔ اور ایک تشریح کے مطابق غناء (گانے) پر بھی اس کا اطلاق کیا گیا ہے۔

(۳) یستحلون: استحلال کے معنی ہیں کسی چیز کو حلال قرار دینا' یعنی ایک تو گناہ

۲۔ واضح رہے کہ یہ لغت' عربی کی مستند لغات لسان العرب' قاموس' نہایہ ابن الاثیر' مجمع البحار' صحاح جوہری' الفائق اور منتہی الادب سے مرتب کی گئی ہے۔

کرنا پھر اس کو حلال طیب سمجھنا۔ یہ دین سے بغاوت کی انتہائی افسوسناک شکل ہے۔ اس سے جرم کی شدت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ آج کل صورت حال یہی ہے کہ جس چیز کو شریعت میں حرام ٹھہرایا گیا ہے اس کو بہ تکلف جائز اور حلال قرار دیا جا رہا ہے۔

تشریح حدیث

(۱) زنا' ریشم[۳]' شراب اور آلات طرب و غناء حرام ہیں۔ اول الذکر تینوں محرمات کے بارے میں ابھی تک کوئی ایسا شوشہ نہیں چھوڑا جا رہا ہے جس سے یہ امور بھی متنازع فیہ مسائل کی حیثیت اختیار کر جائیں' اس لئے اس مضمون میں صرف معازف و مزامیر کی حلت و حرمت ہی تک گفتگو محدود رکھی جاتی ہے۔

(۲) اس روایت میں جن چار چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے ان میں باہمی خاص تعلق اور مناسبت پائی جاتی ہے۔ یہ چاروں اشیاء تعیش پسند معاشرے کے ناگزیر لوازمات میں سے ہیں۔

موسیقی کے نتائج

جب کسی سوسائٹی کے افراد کو تن آسانی اور عیش پسندی کا چسکہ پڑ جاتا ہے تو بدن نرم و نازک ریشمی لباس مانگتا ہے' کان حسین و دلکش نغمے سننا چاہتا ہے' دل و دماغ نشہ آور اور مدہوش کر دینے والے مشروبات کا مطالبہ کرتے ہیں' نگاہیں حسین چہروں کو ڈھونڈتی پھرتی ہیں۔ اس "ذوقِ جمالیات" یا بالفاظِ دیگر ذہنی آوارگی اور اخلاقی بے راہ روی کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انسان اپنی خواہشوں کے پیچھے پیچھے اسی منزل پر پہنچ جاتا ہے جسے آزاد محبت (FREE LOVE) کہا جاتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں سے زنا اور بدکاری کی سرحد شروع ہو جاتی ہے۔ جس قوم میں یہ بیماری پھیل جاتی ہے وہ روحانی' اخلاقی' اور جسمانی ہر لحاظ سے تباہی و بربادی کا شکار ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ حدیث میں ہے: مافشا الزنا فی قوم الا کثر فیھم الموت (موطا امام مالک) یعنی جس قوم میں زنا کاری عام ہو جاتی ہے اس کی شرح اموات میں بھی بالآخر اضافہ ہو کر ہی رہتا ہے۔ اسی بنا پر صلحائے امت کی اصطلاح میں غناء کو "رقیۃ الزنا" کہا جاتا ہے' یعنی

۳۔ ریشم مردوں کے لئے حرام ہے عورتوں کے لئے مباح ہے' جیسا کہ دوسری روایات میں وضاحت موجود ہے۔

غناء زنا اور بدکاری کا افسوں ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ حدیث میں غناء کو نفاق کا سرچشمہ قرار دیا گیا ہے۔ حدیث کے اصل الفاظ یہ ہیں: ان الغناء ینبت النفاق فی القلب (ابو داؤد مع عون ج ۴ ص ۴۳۵)

ابو داؤد کی اس روایت کے بارے میں محدثین کا فیصلہ اگرچہ یہ ہے کہ اس کا مرفوع (ارشادِ نبوی) ہونے کے بجائے حدیث موقوف یعنی قول صحابی ہونا زیادہ راجح ہے' تاہم یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ محدثین کے نزدیک ایسی موقوف روایت جس میں اجتہاد کی گنجائش نہ ہو مرفوع کے حکم میں ہوتی ہے۔ علامہ آلوسی لکھتے ہیں: و ھو فی حکم المرفوع اذ مثلہ لا یقال من قبل الرأی (روح المعانی ج ۲۱ ص ۶۰) شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں: آنحضرت ﷺ کی احادیث کا ہم تک پہنچنا ان روایات پر موقوف ہے جو سندِ متصل یا عنعنہ کے ذریعہ منقول ہوں' قطع نظر اس سے کہ وہ خود آنحضرتؐ کے الفاظ ہوں جن کو حدیث مرفوع کہتے ہیں یا کسی صحابی پر جا کر روایت ختم ہو جاتی ہو جسے حدیث موقوف کہتے ہیں' بالفاظ دیگر وہ اس قسم کی خبریں ہوں جو صحابہ اور تابعین کی جماعت میں سے ان قابل سند اشخاص سے منقول ہوں جن کے متعلق یہ یقین ہو کہ جب تک انھوں نے رسول خدا ﷺ سے اس بارے میں نہ سنا ہو وہ از خود کہنے کی جرأت نہیں کریں گے' اسی بنا پر ہم کہتے ہیں کہ حدیث موقوف بھی بطریق دلالت آنحضرت ﷺ ہی کا قول ہے۔" (حجۃ اللہ البالغہ ج ۱ ص ۱۰۵)

زنا اور نفاق' قلب کے مریض ہونے کی نشانی ہیں' اور ظاہر ہے کہ غناء زنا کے مبادی اور محرکات میں شمار ہوتا ہے۔ اسی بنا پر اس حدیث میں ان دونوں کو یکجا بیان کر دیا ہے۔ یہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح سورۂ نور میں زنا کی حد اور ستر کے احکام بیان کرنے کے معاً بعد نفاق اور منافقین کے خصائص بتائے گئے ہیں' یا جیسے سورۂ احزاب میں حجاب کے احکام کے ساتھ ساتھ منافقین کا بھی ذکر موجود ہے۔

غنا اور زنا میں مناسبت

غناء اور زنا کی باہمی گہری مناسبت اور ان کے تلازم کو امام ابن الجوزیؒ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں: "گانے میں دو مضرتیں جمع ہیں' ایک طرف تو وہ قلب کو عظمتِ الٰہی میں تفکر سے روکتا ہے' دوسری طرف اسے مادی لذتوں کی طرف راغب کرتا ہے۔ اس کا تقاضا ہوتا ہے کہ

تمام مادی لذتیں حاصل کرلی جائیں 'اور معلوم ہے کہ مادی لذتوں میں سب سے زیادہ قوی مرد اور عورت کے اختلاط کی لذت ہے۔ مگر یہ لذت اس وقت مکمل ہوتی ہے جب اس میں تجدد و تنوع ہوتا رہے 'اور ظاہر ہے کہ حلال طریقے پر یہ تجدد ممکن نہیں۔ لہٰذا گانا زنا کی ترغیب دیتا ہے 'گانے اور زنا میں گہری مناسبت ہے 'گانا روح کے لئے فتنہ ہے اور زنا نفس کی سب سے بڑی لذت ہے۔ (تلبیس ابلیس ص ۲۴۷ 'رسالہ السماع و الرقص مؤلفہ امام ابن تیمیہ ص ۳۹)

خلاصہ یہ ہے کہ اس حدیث میں زنا اور اس کے اسباب و محرکات کو یکجا بیان کر دیا گیا ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس قوم میں عیش پسندی 'مزامیر پرستی 'شراب خوری اور زناکاری پھیل جاتی ہے اس پر مختلف قسم کے انتہائی شدید عذاب نازل ہو سکتے ہیں 'جن کا ایک نمونہ قوم لوط اپنے زمانہ میں دیکھ چکی ہے۔

ابن ماجہ کی روایت میں غناء اور سماع کا انجام اس طرح بیان کیا گیا ہے:

لیشربن ناس من امتی الخمر یسمونہا بغیر اسمہا و یعزف علی رؤسہم بالمعازف و المغنیات 'یخسف اللہ بہم الارض و یجعل منہم قردۃ و خنازیر

"میری امت میں سے کچھ لوگ شراب کا دوسرا نام رکھ کر اس کا دور چلائیں گے۔ ان کے سروں پر گانے والیوں اور باجوں گاجوں کا شور اور ہنگامہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ان کو زمین میں دھنسا دے گا 'اور ان میں سے بعض کو سور بندر بنا دے گا۔"

ایک غلط تاویل

بخاری کی زیر غور صحیح حدیث کی بعض حامیانِ موسیقی نے یہ تاویل کی ہے "اس سے انکار نہیں کہ آنحضور ﷺ دف بجانے پر خاموش رہے 'خود اسے سنا اور منع نہیں فرمایا جیسا کہ صحیح بخاری میں موجود ہے۔ اس بات کا زیر بحث حدیث میں احتمال موجود ہے کہ جن معازف (باجوں) کو حرام کیا گیا ہے وہ وہی باجے ہیں جو مے نوشی کے ساتھ پیوستہ ہوں جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ میری امت میں کچھ لوگ شراب پئیں گے 'شام کو ان کے پاس گانے والی لونڈیاں آئیں گی اور دن کو باجے بجیں گے"۔

۴۔ اس حدیث کی وضاحت عنقریب قارئین کرام کے سامنے آجائے گی۔

"اس روایت میں اس کا احتمال بھی ہے کہ اس سے مراد ان تمام چیزوں کی مجموعی شکل ہو۔ اس صورت میں کسی ایک چیز کی انفرادی تحریم کی دلیل نہ ہو گی۔ اس کا سب سے بڑا ثبوت قرآن کی یہ آیات ہیں: "اسے پکڑ کر گلے میں طوق ڈالو پھر اسے جہنم میں لے جاؤ پھر ستر گز کے حلقے والی زنجیر میں اسے جکڑ دو۔ یہ اللہ پر ایمان نہیں رکھتا تھا اور مسکین کے کھلانے پر کسی کو ابھارتا نہ تھا" یہاں بلاشبہ اس وعید شدید کا سبب محض مسکین کو کھلانے پر نہ ابھارنا نہیں ہے اور نہ ایسا کرنا یعنی مسکین کو کھلانے پر نہ ابھارنا حرام ہے۔ (اسلام اور موسیقی ص ۱۷۷' شائع کردہ ثقافت اسلامیہ)

اس تاویل کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر کسی محفل میں غناء اور مزامیر کا استعمال ہو اور شراب کا دور نہ چلے تو ایسی مجلس سے لطف اندوز ہونا جائز ہو گا۔ حقیقت میں یہ ایک قسم کا مغالطہ ہے۔ جس حدیث کی بنا پر یہ تاویل کی گئی ہے اس کا منشا تو صرف عیش و طرب کی دلدادہ سوسائٹی کی حالت بیان کرنی ہے۔ بالعموم جہاں گانے بجانے کی گرم بازاری ہو گی وہاں شراب و کباب کا دور بھی چل کر رہے گا اور جنسی بے راہ روی کی وبا بھی پھوٹ کر رہے گی۔ اس سے یہ کہاں لازم آیا کہ مزامیر کے ساتھ اگر شراب نہ ہو گی تو مزامیر و معازف حرام نہ ہوں گے۔ اس قسم کی تاویل کا جواب قاضی شوکانیؒ نے نیل الاوطار میں نقل کیا ہے:

ویجاب بان الاقتران لا یدل علی ان المحرم ھو الجمع فقط والالزم ان الزنا المصرح بہ فی الحدیث لا یحرم الا عند شرب الخمر واستعمال المعازف واللازم باطل بالاجماع فالملزوم مثلہ وایضاً یلزم فی مثل قولہ تعالیٰ "اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ" انہ لا یحرم عدم الایمان باللہ الا عند عدم الحض علی طعام المسکین' فان قیل تحریم مثل ھذہ الامور المذکورۃ فی الالزام قد علم من دلیل آخر فیجاب بان تحریم المعازف قد علم من دلیل آخر کما سلف۔ (ج ۷ ص ۳۱۸)

"اس تاویل کا یہ جواب دیا جا سکتا ہے کہ چند چیزوں کے یکجا بیان ہونے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ حرمت کا اطلاق صرف مجموعی حالت پر ہو ورنہ لازم آئے گا کہ زنا بھی اسی

وقت حرام ہو جب کہ اس کے ساتھ شرب خمر اور استعمال مزامیر کا سلسلہ بھی جاری ہو۔ یہ نتیجہ بالاجماع غلط ہے تو ظاہر ہے کہ اصل دعویٰ بھی باطل ہو گا۔ نیز اس تاویل کی رو سے یہ بھی لازم آئے گا کہ اللہ تعالیٰ پر عدم ایمان اسی وقت حرام ہو گا جب کہ انسان مسکین کو کھانا کھلانے پر بھی نہ ابھارے یعنی بخل کا بھی ارتکاب کرے۔ اگر اس کے جواب میں یہ کہا جائے کہ ان چیزوں کی حرمت تو دوسرے دلائل سے واضح ہو چکی ہے تو عرض کیا جائے گا (جناب!) اسی طرح معازف و مزامیر کی حرمت بھی دوسری دلیل سے معلوم ہو چکی ہے جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے۔"

اسی طرح قرآن میں جہاں شراب کو رِجس (ناپاک) کہا گیا وہاں ساتھ ہی میسر (قمار بازی) کا بھی ذکر ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوْهُ (سورۃ المائدہ آیت ۹۰)

"پس شراب' جوا' انصاب (بت) اور ازلام (فال دیکھنے کے تیر) ناپاک شیطانی کارنامہ ہی ہیں ان سے پرہیز کرو۔"

کیا اس آیت کی یہ تفسیر درست ہو گی کہ جوا صرف اسی وقت ناپاک اور قابل اجتناب ہو گا جب کہ اس کے ساتھ مے نوشی کا شوق بھی فرمایا جائے؟ باقی رہا یہ کہنا کہ مسکین کے کھانا کھلانے پر نہ ابھارنا کوئی حرام کام نہیں ہے کہ جس پر اتنی شدید وعید سنائی جائے' اصل معاملہ یہ ہے کہ جس وقت کوئی انسان فاقہ مست ہو' بھوک سے مر رہا ہو تو ایسے موقع پر جو نہ خود آمادۂ جود و کرم ہو اور نہ دوسروں ہی کو اس نیکی پر ابھارے وہ یقیناً انتہائی شدید وعید کا مستحق ہے۔ اسی کے ہم معنی وہ آیت ہے جس میں سرمایہ کو کنز بنانے اور تجوریوں پر ہر وقت قفل چڑھانے والوں کو دردناک عذاب کی بشارت سنائی گئی ہے۔ (سورۃ التوبہ)

(جاری ہے)

بقیہ: حرفِ اوّل

ہونے میں کوئی تردد نہیں لیکن شکر ہے یہ حقیقت ہر وقت مستحضر رہتی ہے کہ دلائل فقہ کی جانچ پرکھ کے لئے جس تبحر اور عمق و گہرائی کی ضرورت ہے اس کا حاصل ہونا اتنا آسان نہیں ہے جتنا ہم نے سمجھا ہے' اس لئے شدید آرزو ہے کہ اس مسئلے پر کسی باخبر عالم کا تجزیہ اور تبصرہ سامنے آئے۔ آپ کی جستجویانہ مساعی سے بجاطور پر یہی توقع ہے کہ آپ ہی تحقیق مزید کی خاطر اس صبر آزما کام کو کسی مثبت نتیجے تک پہنچانے کے لئے یہ دردسری مول لیں گے۔ ان شاء اللہ عنداللہ ماجور ہوں گے۔

از الطاف الرحمٰن' دارالعلوم حنفیہ چکوال